نمبر L ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ — عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی [illegible] ششماہی [illegible] سہ ماہی [illegible]

جماعت احمدیہ کا سلسلہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۳ — مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۵ء — یوم شنبہ — مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ — جلد ۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ خاندان نبوت میں خیریت ہے۔

ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی تبدیلی اور رخصت کی تقریب پر جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب۔ خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب۔ چودھری فتح محمد صاحب۔ جناب ڈاکٹر رشید الدین صاحب بٹالہ تشریف لے گئے۔ جناب مفتی صاحب سلسلہ کی بعض ضروریات کے لئے امرتسر اور لاہور بھی تشریف لے جائیں گے۔

احمدیہ ٹورنامنٹ کی کھیلیں ۲۶ نومبر سے شروع ہو گئی ہیں جو ۲۹ تک کھیلی جائیں گی۔ ٹیمیں حسب ذیل کھیلینگی (۱) جنٹلمینوں کی ٹیم۔ (۲) مدرسہ احمدیہ کی ٹیم۔ (۳) ہائی سکول کی ٹیم۔ (۴) ہر دو سکولوں کے چھوٹے بچوں کی ٹیمیں۔

حیدر آباد میں لیکچر

(تار بنام الفضل)

سید بشارت احمد صاحب حیدر آباد دکن سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:-

شیخ غلام احمد صاحب واعظ نے ۱۵ نومبر کو "اسلام اور دیگر مذاہب" کے مضمون پر ایک پبلک لیکچر جس کی اطلاع لوگوں کو بذریعہ اشتہار دی گئی تھی جمشید ہال میں دیا۔ جلسہ کا صدر خاکسار کو تجویز کیا گیا تھا۔ حاضرین جلسہ کی تعداد ۲۵۰ کے قریب تھی۔ جو ہندوؤں مسلمانوں اور پارسیوں پر مشتمل تھی۔ نہایت امن اطمینان اور دلچسپی کے ساتھ لیکچر سنا گیا۔ اور ایک اور لیکچر کیلئے بھی اعلان کیا گیا۔

جالندھر شہر میں لیکچر اور مباحثہ

(تار بنام الفضل)

خان محمد صاحب نے جلسہ احمدیہ جماعت جالندھر کے متعلق حسب ذیل تار الفضل کے نام ارسال کیا ہے:-

۲۱ و ۲۲ نومبر کو مولوی غلام احمد صاحب و مولوی عبد الغفور صاحب نے جالندھر شہر میں نہایت کامیاب لیکچر دیئے۔ بعض لوگوں نے سوالات کئے۔ جنہیں تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ علاوہ ازیں بروز اتوار مولوی غلام احمد صاحب اور مشہور مولوی عبد الحق صاحب کے درمیان ختم نبوت اور صداقت مسیح موعود (ع) پر مباحثہ ہوا۔ جو خدا کے فضل سے کامیاب مباحثہ تھا۔ مولوی غلام احمد صاحب نے مولوی عبد الحق کے اعتراضات کے جو جواب دیئے اور اپنے دعوے کے اثبات میں جن دلائل سے کام لیا وہ ایسے زبردست تھے۔ کہ عام لوگ بھی عش عش کر اٹھے۔ اور انہوں نے ان جوابات کی ثقاہت اور ان کے وزندار ہونے کو محسوس کیا۔ یہاں کی احمدی جماعت اس کامیابی پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں بخلوص دل مبارکباد عرض کرتی ہے۔

چونکہ الفضل کے نام تار رعایتی شرح پر بھیجے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ اخبار کا نام محکمہ تار میں رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ اسلئے احباب کو چاہیئے۔ کہ اہم واقعات اور حالات کی اطلاع بذریعہ تار دیا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دلچسپ صحبت

دنیا کی متعدد زبانوں میں تقریریں

۲۲ نومبر صبح کے وقت جناب مفتی محمد صادق صاحب نے سماٹری اور جاوی طلباء اور ایک بغدادی صاحب کو جائے کی دعوت دی۔ جس میں چند اور بزرگ بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب بھی جو کہ افریقہ سے حال ہی میں آئے معہ اپنے دو لڑکوں کے شامل ہوئے۔ انہوں نے سماٹری طلباء کو دریافت کیا کہ تم میں سے کونسا لڑکا اچھا قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ اس پر بیں نے کہا۔ احمد نورالدین و عبدالقیوم وغیرہ۔ اس پر قرآن شریف منگوا کر ان سے پڑھوایا گیا۔ سب سے پہلے احمد نورالدین نے پڑھا بعدہٗ عبدالقیوم نے اور پھر حاجی عبداللہ صاحب بغدادی نے۔ ان کے بعد حافظ مفتی محمد صالح صاحب بھیروی نے ان کے بعد ابوبکر اور حاجی محمود صاحب نے سنایا۔ پھر جناب مفتی صاحب نے محمد نور سماٹری کو ملایا زبان میں لیکچر دینے کے لئے کہا۔ اور اس نے کھڑے ہو کر لیکچر دیا۔ جس کا ترجمہ حاجی محمود صاحب سماٹری نے اردو میں سنایا۔ اس کے بعد بغدادی صاحب نے عربی میں تقریر کی۔ اور پھر عبدالعزیز سماٹری نے ہالینڈ زبان میں تقریر کی۔ جس کا ترجمہ احمد سرید جاوی نے کیا۔ پھر جندب صاحب جاوی نے جاوی زبان میں تقریر کی۔ پھر ایک لڑکے نے افریقہ کی ایک زبان میں۔ بعدہ حافظ عبدالرحمن صاحب نے نظم اردو اور پنجابی اور فارسی میں پڑھی۔ آخر میں جناب مفتی صاحب نے تمام جمع کو عموماً اور سماٹریوں اور جاویوں کو خصوصاً نصیحت فرمائی۔ اور اسلام کی تبلیغ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہ دعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہو گیا۔

(خاکسار زینی دہلان سماٹری جماعت ششم۔ مدرسہ احمدیہ قادیان)

آریوں کے مقابلہ میں لیکچر

۲۰ و ۲۱ نومبر کو قادیان میں آریہ سماج کا جلسہ ہوا۔ جس میں ان کے لیکچراروں نے اسلام پر اعتراض کئے۔ ان کے جوابات دینے کے لئے مسجد اقصےٰ کے قریبی چوک میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں ۲۲ نومبر مہاشہ محمد عمر صاحب نے آریوں کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ آریہ لیکچرار نے عربی زبان کے قدیم نہ ہونے پر یہ اعتراض کیا تھا کہ یہ زبان ۶ ہزار برس سے زیادہ کی معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ آدم کو گذرے ۶ ہزار برس ہوئے ہیں۔ اس کا مہاشہ صاحب موصوف نے یہ جواب دیا۔ کہ پنڈت صاحب کو غلطی لگی ہے۔ ہم ایسا نہیں مانتے۔ کہ ایک ہی آدم دنیا میں پیدا ہوا۔ بلکہ کئی آدم دنیا میں پیدا ہو چکے ہیں۔ دیگر اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے مہاشہ صاحب نے ویدوں کے چار ہونے کا ثبوت طلب کیا۔

مہاشہ جی کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب نے ویدک دھرم کے عالمگیر نہ ہونے پر لیکچر دیا۔ اور ثابت کیا۔ کہ آریہ مذہب عبادت کے لئے ایسی چیزیں اور ایسے طریق مقرر کرتا ہے۔ جن پر ہر شخص عمل نہیں کر سکتا۔ میر صاحب کی تقریر کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

دوسرے دن ۲۳ نومبر بعد از نماز مغرب اسی جگہ پر جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مہاشہ محمد عمر صاحب کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب نے مسئلہ تناسخ پر زبردست لیکچر دیا۔ جس میں انہوں نے بیان کیا کہ چونکہ آریوں کے نزدیک تناسخ اس کو کہتے ہیں۔ کہ ایک آریہ جب مر جاتا ہے۔ تو اگر اس نے اچھے کرم کئے ہوں۔ تو وہ اچھی جون گائے وغیرہ میں ڈالا جاتا۔ اور اگر اس نے بُرے اعمال کئے ہوتے ہیں۔ تو بری جون میں ڈالا جاتا ہے۔ اسلئے دنیا میں جو یہ اختلاف ہے۔ کہ کوئی بادشاہ کے گھر پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی غریب کے گھر۔ کوئی لنگڑا اور لولا پیدا ہوتا ہے۔ اور کوئی صحیح الاعضاء یہ سب کرموں اور اعمال کی وجہ سے ہیں۔

اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ آریوں کا عقیدہ ہے کہ ایشور روح اور مادہ یہ تینوں ازلی ابدی ہیں۔ پھر ان تینوں میں کیوں اختلاف ہے۔ کہ ایک تو ایشور ہے۔ جس کی روح اور مادہ سے کئی گنے بڑھ چڑھ کر طاقتیں مانی جاتی ہیں۔ اور پھر روح کو مادہ سے بڑا درجہ دیا جاتا ہے۔ اور مادہ کو بے حس اور غیر ذی شعور مانا جاتا ہے۔ اب بتایا جائے ان میں کس عمل کے بدلے یہ اختلاف نصیب ہوا۔ کہ ایک تو سب سے بڑا بن گیا اور ایک سب سے چھوٹا اور ایک درمیان کا۔ پس جیسا کہ ان کے متعلق یہ وجہ ہرگز قرار نہیں دی جا سکتی۔ کہ انہوں نے فلاں فلاں اچھے یا بُرے عمل کئے تھے۔ اس واسطے ان میں سے کسی کو اعلےٰ رکھا اور کسی کو ادنےٰ بنایا گیا اسی طرح مخلوق اور انسانوں کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ ان کا اختلاف اعمال نیک یا بد کا نتیجہ ہے۔

اس کے بعد ہم مخلوق کی طرف آتے ہیں۔ تو اس میں بھی اختلاف نظر آتا ہے۔ نباتات۔ جمادات۔ حیوانات کا آپس میں اختلاف ہے۔ پھر ان میں علیحدہ علیحدہ بھی اختلاف ہے۔ مثلاً جمادات میں ہیرے سونا چاندی سنگ مرمر اور سنگ خارا سب داخل ہیں۔ اب آریہ سماج کو یہ بتانا چاہیئے۔ کہ کیوں ایک پتھر تو ایسا ہوتا ہے۔ جو بادشاہوں کی ٹوپیوں اور تاجوں میں لگتا ہے۔ اور ایک ایسا ہوتا ہے۔ جو سڑکوں پر کوٹا جاتا ہے۔ ایک ایسا ہوتا ہے جو کہ ہزاروں اور لاکھوں روپوں کو بھی نہیں ملتا اور ایک ایسا ہوتا ہے جو ایک دمڑی اور کوڑی کو لینا بھی دوبھر ہوتا ہے۔ اس طرح نباتات میں فرق ہے۔ اس میں ہر قسم کی سبزیاں درخت اور بیلیں شامل ہیں۔ اور ہر ایک کا درجہ الگ الگ۔ ایک کیکر کا درخت ہے ایک آم کا کیا ان کے پھلوں میں فرق نہیں؟ اسی طرح ایک طرف تو انگور ہیں اور دوسری طرف حنظل۔ پھر ایک بیان کا انار ہے ایک قندھار کا جس کا بڑا بڑا دانہ اور سرخ رنگ ہوتا ہے۔ اسی طرح حیوانوں کو لے لو۔ ان میں بھی ایک ملک میں بڑے قد کے جانور ہوتے ہیں اور دوسرے میں چھوٹے قد کے۔ اس کی آریہ صاحبان کیا وجہ قرار دیتے ہیں؟

دو گھنٹہ کے قریب جناب میر صاحب نے بہت دلچسپ تقریر کی۔ اور آریوں میں سے کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

وی پی آتے ہیں

جن احباب کی قیمت الفضل ۱۵ نومبر سے ۱۵ دسمبر تک ختم ہوتی ہے۔ ان کے نام ۴ دسمبر کو وی پی ہونگے۔ اور جن کے وی پی انکاری آئیں گے۔ ان کے نام سے الفضل تاوصولی قیمت بند رہے گا۔

میں احباب سے متعدد مرتبہ عرض کر چکا ہوں۔ کہ الفضل کے اخراجات آمد سے زیادہ ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ اس کی توسیع اشاعت کی طرف غیر معمولی توجہ کیجائے اور جلسہ سالانہ پر کم از کم ایک ہزار خریدار مزید بڑھ جائے۔

موجودہ صورت میں خرچ آمد سے ڈیڑھ ہزار روپے سے زائد ہے۔ اور چونکہ بظاہر کوئی صورت اس خرچ میں کمی کی نظر نہیں آتی۔ اس لئے یہ معاملہ زیر غور ہو گیا ہے۔ کہ آیا الفضل کو ہفتہ میں دو بار کر دیا جائے۔ اور قیمت یہی رہے یا ہفتہ میں تین بار ۱۲ صفحے چھپا کرے۔ اور قیمت گیارہ بارہ روپے سالانہ کر دی جائے۔ احباب کی کیا رائے ہے۔ اس کے متعلق جلد سے جلد اطلاع دیں۔ اور اصل امر تو عملی توجہ ہے۔ ایک ہزار خریدار مزید دینے سے مشکل حل ہو سکتی ہے۔

مینیجر الفضل

ناظر صاحب تالیف و تصنیف

اخبار الفضل ۶۱ میں جو جدید نظام عمل کے متعلق اعلان شائع ہوا ہے۔ اس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم شنبہ۔ قادیان دارالامان ۔ ۲۸ نومبر ۱۹۲۵ء

اخراجات جلسہ سالانہ کی فراہمی میں سستی کیوں؟

احباب جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کا وہ خطبہ جمعہ جو حضور نے ۶ نومبر ۱۹۲۵ء کو ارشاد فرمایا۔ الفضل میں پڑھ چکے ہیں۔ جس سے یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی ہو گی۔ کہ حضور نے ماہ نومبر کے اندر ہی اندر جلسہ کا تمام ضروری سامان اور اخراجات مہیا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ایک ایسی جماعت کے لئے جو خدا کی راہ میں اپنے اموال بے دریغ خرچ کرنے کی عادی ہے۔ جس کی عورتوں نے خانہ خدا کی تعمیر کے واسطے چند ماہ میں ہزارہا روپیہ جمع کر دیا۔ جسکے بچے اپنے روزانہ اخراجات سے پیسے بچا کر دینی کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ ایک مہینہ کے اندر اندر پندرہ سولہ ہزار روپیہ جمع کر دینا کوئی بات نہ تھی خاصکر اس صورت میں کہ اسمیں زمیندار احباب اجناس بھی دے سکتے تھے۔ لیکن افسوس اسوقت تک کہ ماہ نومبر قریبًا اختتام ہے اور صرف چند دن اسکے باقی رہ گئے ہیں۔ نہ صرف نقد چندہ ہی بہت سست ہے بلکہ رفتار وعدہ ہائے بھی سست ہے۔ حالانکہ حالات پیش آمدہ کے رو سے ضرورت اس امر کی تھی کہ اسوقت تک تمام سامان جلسہ فراہم ہو چکا ہوتا۔ مگر حال یہ ہے کہ تین سو جماعتوں میں سے جن کے ذمے اخراجات جلسہ کی رقوم مقررہ لگائی گئی تھیں۔ صرف ساٹھ جماعتوں نے اب تک صرف وعدے کئے ہیں۔ اور نقد جو کچھ وصول ہوا ہے۔ وہ بہت ہی کم ہے۔ یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ جماعت نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ اور اُسے جلسہ کی ضرورت کا احساس نہیں رہا۔ کیونکہ جماعت کے حالات گزشتہ اور ایثار سابقہ بتا رہے ہیں۔ کہ وہ نہ احساس سے خالی رہی ہے۔ اور نہ اب ہو سکتی ہے۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا منشاء تھا۔ کہ نومبر کے اندر ہی اندر سب کچھ فراہم ہو جائے۔ ویسا نہیں ہو سکا۔ جو ہمارے لئے بہت ہی شرم اور ندامت کا باعث ہے ممکن ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو۔ کہ ملازم پیشہ اصحاب ماہ نومبر کی تنخواہ ملنے پر اس چندہ میں شریک ہو سکیں۔ لیکن دیگر اصحاب کو اس میں قطعاً تاخیر نہ کرنی چاہئیے تھی۔ اور اب جبکہ تاخیر ہو چکی ہے تو کوشش یہ کرنی چاہئیے کہ نومبر کے ختم ہونے تک یا زیادہ سے زیادہ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں ہر ایک انجمن وہ رقم دفتر بیت المال میں ارسال کر دے۔ جو اس کے ذمہ اخراجات جلسہ سالانہ کے لئے لگائی گئی ہے۔ اور اسے اپنا فرض اولین سمجھے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ عام چندہ ماہواری پر اس کا اثر نہیں پڑنا چاہئیے۔ اور وہ اُسی قدر اس ماہ میں بھی آنا چاہئیے جس قدر حسب معمول آتا ہے۔ ورنہ اگر اخراجات جلسہ کی وجہ سے اس میں کمی واقعہ ہو گئی۔ تو اس سے سمجھا جائیگا۔ کہ ماہواری چندہ سے کاٹ کر اتنی رقم اخراجات جلسہ کے لئے بھیج دی گئی ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہو گا۔ کہ اخراجات جلسہ میں حصہ نہیں لیا گیا۔

پس احباب کو جلسہ سالانہ کا چندہ علیحدہ طور پر جمع کرنا چاہئیے۔ اور جلد سے جلد جمع کر کے بھیجنا چاہئیے۔ تاکہ سامان جلسہ فراہم کرنے میں جو مشکلات اور دشواریاں حائل ہیں۔ وہ دور ہو جائیں۔

بالآخر دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ اگر ہم نے اس معاملہ میں سستی کی تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ہی الفاظ پیش کئے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا:۔

"آدمیوں کی کثرت کے ساتھ اخراجات کی کثرت لازم ہے۔ جوں جوں جلسہ پر آنے والوں کی تعداد بڑھتی چلی جائیگی اخراجات میں بھی زیادتی ہوتی چلی جائیگی۔ اور یہ سب خرچ جماعت ہی نے اٹھانا ہے ......اور اگر جماعت کے لوگ اس طرف توجہ کرنا چھوڑ دیں۔ اور بجائے قربانیوں میں ترقی کرنے کے کمی پیدا کریں۔ تو نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ آنے والوں کو تکلیف پہنچے گی۔ اور پھر جلسہ پر آنے والے کم ہو جائینگے۔ جس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم اس کام کی اُس بنیاد کو اکھیڑنے والے ہونگے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ اور اگر خدا نخواستہ ایسا ہو تو وہ دن ہمارے لئے سخت افسوس کا دن ہو گا۔ جبکہ ہماری وجہ سے لوگ جلسہ میں آنا چھوڑ دیں۔ پس اگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس کام کی بنیاد اکھیڑنے والے بنیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کیا۔ اور اگر ہم وہ افسوسناک دن دیکھنا نہیں چاہتے جبکہ ہماری وجہ سے لوگ جلسہ میں آنا بند کر دیں۔ تو ہمیں چاہئیے کہ میعاد مقررہ کے اندر رقم معینہ فراہم کر دیں۔ خواہ وہ بصورت نقدی ہو خواہ بصورت جنس۔ امید ہے احباب فوری توجہ فرمائینگے۔ اور اب قطعاً تساہل سے کام نہ لینگے۔

لدہانہ کے خلافتیوں کی شرمناک حرکت

"زمیندار" جس نے چند ہی دن ہوئے لکھنؤ کے اس جلسہ کو درہم برہم کرنے والوں کے خلاف شور محشر برپا کر رکھا تھا۔ جس میں علی برادران تقریریں کرنے والے تھے۔ اور جو مخالفین کی زبردستی کی وجہ سے نہ کر سکے۔ وہ "زمیندار" جو کراچی میں مولوی ظفر علی صاحب کی جوتوں کے ساتھ تواضع کرنے والوں کے خلاف آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ اور ایسے لوگوں کو شرافت اور انسانیت سے بے بہرہ قرار دے رہا تھا۔ بڑے فخر کے ساتھ اپنے ۲۲ نومبر کے پرچہ میں "بابِ لدہیانہ میں قادیانیوں کی ہزیمت" اور "کارکنان خلافت کی شاندار فتح" کے دوہرے عنوان کے ماتحت لدہیانہ کی یہ خبر شائع کرتا ہے۔

"۱۷ نومبر کو قادیانیوں کی محمودی جماعت نے لدہانہ میں جلسہ عام کا اعلان کیا۔ مسلمانان لدہانہ متفقہ طور پر اس امر کے خلاف تھے کہ اس مفسدہ پرداز جماعت کو بلدیہ کی زمین میں جلسہ عام منعقد کرنے کی اجازت دیجائے۔ مگر خواجہ شمس الدین صاحب صدر بلدیہ نے مسلمانوں کے جذبات کا احترام نہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو جلسہ کرنے کی اجازت دے دی۔ شام کے سات بجے جب قادیانیوں کا سٹیج قائم ہوا۔ تو معًا مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مجلس خلافت اپنے رفقاء کو ساتھ لیکر جلسہ گاہ میں آدھمکے۔ اور حاضرین کی کثرت رائے سے سٹیج پر قابض ہو گئے۔ قادیانی تو اس انقلاب کے آثار دیکھتے ہی رفو چکر ہو گئے۔ اور مسلمانوں نے اپنا جلسہ شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مسٹر نرکھا سٹی مجسٹریٹ جلسہ گاہ میں آئے۔ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سے کہا کہ جلسہ منتشر کرا دیجئے۔ مولانا نے فرمایا۔ ہمارا مقصد اہل اسلام کو قادیانی وسوسوں سے محفوظ رکھنا تھا۔ وہ تو پورا ہو چکا۔ اب جلسہ کی بظاہر کوئی ضرورت نہیں۔ لہذا ہم منتشر کئے دیتے ہیں۔"

اگر اسی کا نام "کارکنان خلافت کی شاندار فتح" ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کیا لکھنؤ کے مذکورہ بالا جلسہ کے متعلق بھی "زمیندار" اور لدہانہ کے خلافتی کارکن یہی سمجھتے ہیں۔ کہ وہاں علی برادران کے سے خلافتی لیڈروں کے مقابلہ میں مضافات لکھنؤ کے ان چاروں اور پاسیوں کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کے ڈر کی وجہ سے جلسہ جس کی کئی دنوں سے تیاریاں کی جا رہی تھیں اور جس میں تقریریں کرنے کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا شوکت علی کو بمبئی سے اور مولانا محمد علی کو دہلی سے تشریف لانے کی تکلیف دی گئی تھی تو ہو سکتا۔ لیکن اگر وہاں لیڈران خلافت کے مقابلہ میں چماروں اور پاسیوں کی فتح نہیں سمجھی جاتی۔ بلکہ اسے حد درجہ کی بداخلاقی قرار دیا جاتا ہے۔ تو پھر کس منہ سے "زمیندار" لدہانہ کے ان مفسد اور شر انگیز خلافتیوں کو فتح کا کریڈٹ دے رہا ہے۔ جنہوں نے جلسہ احمدیہ کو صرف اس لئے درہم برہم کر دیا۔ کہ لدہانہ کے فتنہ انگیز لوگ ان کے ساتھ تھے۔

اسی طرح اگر کراچی کے وہ لوگ جنہوں نے مولوی ظفر علی صاحب کو جلسہ سے بھاگنے پر مجبور کیا۔ اور جب وہ باہر نکلے تو ایک گلی میں پکڑ کر جوتے مارے۔ تعریف و توصیف کے قابل ہیں۔ اور ان کے اس کارنامہ کو "زمیندار" ان کی "شاندار فتح" سمجھتا ہے۔ تو اسے حق ہے کہ لدہانہ کے خلافتیوں کی اس بے جا مداخلت اور شر انگیزی کو بھی شاندار فتح کہے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ چونکہ سوائے شاذ و نادر کے ہر جگہ کے "کارکنان خلافت" وہی لوگ ہیں۔ جو فتنہ و فساد کے عادی اور شرافت و تہذیب سے عاری ہیں۔ اس لئے جہاں ان کا بس چلتا ہے۔ انسانیت کو بالائے طاق رکھکر درندگی اور وحشت پر اتر آتے ہیں۔ اور اگر کہیں انہیں اپنی کرتوت کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ تو چیخنے چلانے لگ جاتے ہیں ٭

اخبار ہمدرد اور کارکنان خلافت

معاصر ہمدرد (۲۲ نومبر) "مویدین اور حامیان خلافت" کی طرف سے مخالفین ابن سعود کے مقابلہ میں بڑے فخر کے ساتھ اعلان کرتا ہے۔ کہ

"ہم نے آج تک کسی جگہ یہ نہیں کیا۔ کہ اپنی مخالف جماعت کے ساتھ دست و گریباں ہوئے ہوں۔ اور ان کے جلسوں وغیرہ میں شریک ہو کر ان کی مزاحمت یا مداخلت کی ہو۔ اور شور و شر برپا کر کے جلسوں کو درہم و برہم کیا ہو"

لیکن ہم پوچھتے ہیں کیا معاصر موصوف لدہانہ کے متعلق "زمیندار" کی وہ خبر جو ہم نے اوپر نقل کی ہے۔ اور جسے "زمیندار" نے "کارکنان خلافت کی شاندار فتح" کے عنوان سے شائع کیا ہے پڑھکر بھی اپنے اس ادعا کی صحت پر اصرار کر سکتا ہے۔ اور اس کا دعوے صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ہمدرد مخالفین ابن سعود کے اسی قسم کے سلوک سے تنگ آ کر جس قسم کا سلوک خلافتی دوسروں سے کے ساتھ کرنے کے عادی ہیں۔ خواہ اپنی امن پسندی اور صلح جوئی کے کتنے دعوے کرے۔ مگر لدہانہ کے سے واقعات ان سب کی پرزور تردید کر رہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں۔ کہ اس قسم کے دعاوی صرف ان لوگوں کے مقابلہ میں کئے جاتے ہیں۔ جو نہ صرف اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ بلکہ دے بھی رہے ہیں۔ ورنہ جہاں یہ صورت نہیں۔ وہاں اب بھی خلافتی زبردستی اور سینہ زوری کرنے سے باز نہیں آتے۔ کیا معاصر موصوف لدہانہ کے کارکنان خلافت کی اس قابل شرم حرکت پر جو اس کے بالکل تازہ دعوے کو غلط قرار دے رہی ہے۔ اور "زمیندار" کو ان کی "شاندار فتح" قرار دینے پر نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار کریگا۔ اور مویدین و حامیان خلافت کو نصیحت کریگا۔ کہ جیسا سلوک وہ "شریفوں" سے چاہتے ہیں۔ ویسا ہی وہ بھی دوسروں کے ساتھ کریں ٭

قرب قیامت کے آثار

لکھنؤ کا اخبار "سچ" مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت رقم طراز ہے:

"موجودہ زمانہ کی اگر کوئی ایک خصوصیت جو سب سے زیادہ نمایاں ہو۔ دریافت کی جائے۔ تو اس کے جواب میں انتشار اور خانہ جنگی کا نام لینا پڑیگا۔ یورپ میں جو سلطنتیں باہم دوست و موافق سمجھی جاتی ہیں۔ وہ سب ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہو رہی ہیں۔ اور حملہ آور ہونے کے لئے محض موقعہ اور وقت کی منتظر ہیں۔ ہندوستان میں جو قومی جماعت سمجھی جاتی تھی۔ وہ کتنے گروہوں میں تقسیم ہوتی جا رہی ہے۔ پہلے کانگریس سے لبرل وغیرہ کئی جماعتیں الگ ہوئیں۔ پھر خود کانگریس موافق کونسل جماعتوں میں تقسیم ہوئی۔ اب موافق کونسل یعنی سوراجیٹ طبقہ کے اندر خود تفریقیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں علیگڈھی۔ ندوی۔ دیوبندی جماعتوں کی تفریق پہلے سے چلی آتی تھی۔ اب خلافت کی ہمدرد جماعت میں بھی یک دلی باقی نہ رہی۔ سب سے آخری کشمکش مسلمانوں میں مسئلہ حجاز کے سلسلہ میں پیدا ہو گئی ہے۔ جس نے ہندوستان میں شریفی و سعودی گویا دو مستقل اور باہم دشمن فرقے پیدا کر دئے ہیں۔ اس وقت دونوں کے درمیان اس شدت سے زبانی و قلمی جنگ برپا ہے۔ کہ شاید اس سے زیادہ سختی کے ساتھ میدان جنگ میں بھی معرکہ آرائی نہ ہو رہی ہو۔ احادیث نبوی میں قرب قیامت کی جو علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور دور فتن کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس میں امت اسلامیہ کے باہمی فتنہ و فساد اور تفریق و انتشار کا خاص طور پر مذکور ہے۔ آج جو کچھ پیش آ رہا ہے۔ وہ سب مخبر صادق کی پیشگوئیوں کی تصدیق کر رہا ہے۔ قیامت نام ہے نظام کائنات میں انتہائی ابتری کا۔ قوانین مادی و طبعی اپنے عام نظام کو ترک کر دیں گے۔ پہاڑ اڑنے لگیں گے۔ دریا خشک ہو جائیں گے۔ آفتاب و ماہتاب بے نور ہو جائینگے غرض تنظیم کونی میں ہر جگہ فساد ہی فساد نظر آئے گا۔ اور اسی وقت کا نام مذہب کی اصطلاح میں قیامت ہے۔ لیکن اس مادی قیامت سے پیشتر عالم اخلاقیات اور روحانیات میں بھی اختلال و بدنظمی پیدا ہو جانی ضروری ہے۔ سرداری و پیشوائی نااہلوں کے ہاتھ میں آ جائیگی۔ ذلیل عمل رکھنے والے عزت کی نظر سے دیکھے جائیں گے۔ بجائے محبت و ہمدردی کے نفاق و خود غرضی کی گرم بازاری ہو جائیگی۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو جائے گا۔ امن و صلح کا تسلط اٹھ جائے گا۔ زمانہ موجودہ اسی دور انتشار کی تفسیر ہے"

مسیح موعود (ع) کہاں ہے؟

یہ بالکل صحیح ہے کہ مسلمانوں میں جو تفریق اور انتشار نظر آ رہا ہے۔ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کے بالکل مطابق ہے۔ جو آج حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ مخبر صادق (صلعم) نے اپنی امت کی اصلاح اور اس کے ذلت کے گڑھے سے نکلنے کے متعلق بھی کوئی پیشگوئی فرمائی ہے۔ یا نہیں ؟ کیا آپ (صلعم) کی صاف اور واضح پیشگوئی یہ نہیں کہ جب میری امت بگڑ جائیگی۔ تو اس کی اصلاح کے لئے مسیح موعود اور مہدی مسعود آئیگا ؟ اگر ہے اور یقیناً ہے۔ تو اب جب آپ (صلعم) کی امت نے بگاڑ کے سارے مراحل طے کر لئے ہیں۔ جیسا کہ مسلمان خود تسلیم کر رہے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ پیشگوئی جو مصلح کے آنے کے متعلق ہے تاحال پوری نہیں ہوئی۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اس سے ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپ (صلعم) کی منذر پیشگوئیاں تو پوری ہوں۔ اور مبشر نہ ہوں۔ مگر یہ نہیں۔ آپ کی مبشر پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہو چکے ہیں۔ مگر افسوس خود فراموش انسان آپ کو پہچانتے نہیں ٭

شری کرشن کی اپنی پھوپھی کی لڑکی سے شادی

ہندو اور خاص کر آریہ مسلمانوں پر یہ اعتراض بڑے زور شور کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔ جو جائز نہیں۔ سمجھ نہیں آتا۔ یہ اعتراض وہ کس بنا پر کرتے ہیں لیکن اگر وہ اپنے بزرگوں کے حالات پر نظر ڈالیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ جو اعتراض وہ مسلمانوں پر کرتے ہیں وہ ان کے بزرگوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ شری کرشن نے اپنی پھوپھی کی لڑکی مترویندہ اور شرت کیرتی کے ساتھ شادی کی تھی۔ جس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے ایک نہایت قریبی رشتہ کی لڑکی سے شادی کی بلکہ وہ تعدد ازدواج کے بھی عامل تھے۔ اگر حوالہ کی ضرورت ہو تو اخبار "آریہ ویر" راولپنڈی ۲۲ نومبر دیکھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلچسپ نوٹ،

(از رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ ماہ ستمبر ۱۹۲۵ء)

بن ہامز بک آف کوٹیشن،

ہمیں یہ معلوم کر کے نہایت تعجب ہوا۔ کہ مذکورۃ الصدر نامی کتاب میں آیات قرآنی کو تحریف کے ساتھ توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ مزید براں اس کتاب میں مؤلف نے بائیبل کے لئے تو ۴ صفحات وقف کئے۔ مگر قرآن شریف کے لئے صرف سات سطریں بھی دینی اسے مشکل ہو گئیں۔ مؤلف کی اس حرکت کو اگر تعصب مذہبی پر محمول نہ بھی کیا جائے۔ تو بھی یہ کتاب ایک بہت بڑا ادبی نمونہ پیش کرتی ہے۔ سب سے زیادہ وہ خرابی جو اس میں ہے۔ یہ وہ اس ترجمہ کی وجہ سے ہے جو بالکل غلط ہے یا از راہ شرارت اُسے غلط بنایا گیا ہے۔ کتاب مذکور کے مؤلف نے قرآن شریف کے غالباً وہ غلط تراجم مطالعہ کئے ہیں۔ جو ناواقف عیسائی مشنریوں نے کئے ہیں۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم مؤلف کتاب مذکور سے التماس کریں۔ کہ حوالجات قرآن شریف کی احتیاط کے ساتھ تصحیح کر دیں۔ اور جو جو غلط باتیں کتاب میں اندراج پا چکی ہیں۔ ان کو اڑا دیا جائے۔ بالآخر ہم عیسائی مصنفین سے یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر اور نہیں تو کم از کم ایسی کتابوں میں تو اسلام کے برخلاف اس قسم کا کمینہ پروپیگنڈا نہ کیا جایا کرے۔

متلاشیان حق کے لئے،

ٹائمز یہ کہہ کر کہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ جوشیلے حلقہ بگوش عیسویت ہونے والے صرف ''اگاڈ فیرز'' فرقہ متلاشی حق کے افراد تھے رقمطراز ہے:۔

"اس زمانہ میں کثرت سے ایسے زن و مرد موجود ہیں۔ جو خالص روحانی زندگی کی آرزو اور تمنا کرنے میں پہلی صدی عیسوی کے فرقہ متلاشی حق سے مشابہ ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہے کہ وہ عیسائی عقیدہ رکھتے ہوں۔ مگر اس کو کیا کریں۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں۔ جو تسلی بخش ہو۔ اور جس سے زندگی کے متنوع شعبوں پر کچھ اثر پڑے۔ یہ لوگ خدا تعالے کے متعلق مزید علم پانے اور اس کے ساتھ ایک لازوال رشتہ قائم کرنے کے بڑی بے قراری سے متمنی ہیں۔ ان کا ایک حصہ گوہر مقصود کو پانے کے لئے سخت اضطراب کے ساتھ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اور جس بات کے پانے کی اسے تمنا ہے۔ اسے بڑی سرگرمی سے عہد حاضرہ کے ان مختلف فرقوں میں تلاش کر رہا ہے جو آج کل اسی طرح سرگرم پیکار ہیں جیسا کہ ''رسولوں کے عہد'' کے وہ رقیب جو حریف بازی بُردہ کی طرح خم ٹھونک کر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے اور تعداد میں ان گنت تھے۔ اس جد و جہد میں تھک کر سو گئے۔ لیکن باقی ماندہ دہریت کے اتھاہ گڑھے میں جا گرے اور مذہب سے بالکل بیگانہ ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ان لوگوں کا مذہب کے ساتھ کوئی ایسا تعلق نہیں رہ گیا۔ لیکن ان کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ وہ عیسویت کا مطالعہ کریں۔ کیونکہ عیسویت کا مطالعہ اگر وہ ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے کریں گے۔ تو بلاشک و شبہ ایک راسخ الیقین و عقیدت کے ساتھ اسے قبول کرنے کے لئے اپنے آپ کو مجبور پائیں گے"۔

ہم بشارت دیتے ہیں۔ تمام ایسے متلاشیان حق کو کہ ان کی خواہشات کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔ اس عیسویت میں کیا دھرا ہے۔ جو زندہ نہیں بلکہ مردہ ہے۔ اور مردہ بھی صد سالہ کیا ہزار سالہ۔ پس اسے چھوڑو۔ اور اس زندہ مذہب کی طرف آؤ۔ جو اسلام ہے۔ اس کا مطالعہ کرو۔ دیکھو کہ اس میں تمہاری تمناؤں کے پورا ہونے اور تمہاری آرزوؤں کے بر آنے کے کتنے سامان موجود ہیں۔ تم آؤ۔ اور احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عتبہ عالیہ پر جبین نیاز دھرو۔ کہ زمانہ کا مسیح وہ ہے۔ وہ روحانی دکھوں کو بھی دور کرتا ہے اور دردوں کا بھی علاج کرتا ہے۔ وہ دنیا میں بھی کامیاب بناتا ہے اور آخرت میں بھی سرخرو کرتا ہے۔ وہ خدا سے ملاتا ہے۔ ہاں اس خدا سے جو زندہ خدا ہے۔ جو اسی طرح سنتا ہے۔ اسی طرح دیکھتا ہے۔ اسی طرح بولتا ہے۔ جس طرح کہ آدمؑ کے وقت میں سنتا تھا اور بولتا تھا۔ جس طرح کہ موسٰیؑ کے وقت میں سنتا تھا اور بولتا تھا۔ اور جس طرح کہ عیسٰیؑ کے وقت سنتا تھا اور بولتا تھا۔ اور جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد سعادت مہد میں سنتا تھا اور بولتا تھا۔ پس آؤ۔ اور اس کے دامن کو پکڑو کہ دامن مراد بھر جائے مبارک ہے وہ جو اس پر ایمان لاتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس سے برکت ڈھونڈتا ہے۔ اور مبارک ہے وہ جو اسے قبول کرتا ہے۔

عیسائی شادی اور طلاق

مسٹر آر۔ جے۔ پیار۔ گلاسگو کی سوسائٹی فار دی ونشن آف کرویلٹی ٹو چلڈرن کے ''انسپکٹر'' نے ڈائی گلٹن آون ہیرج اینڈ ڈائی ورس کے سامنے شہادت دیتے ہوئے کہا:۔ ''میں یہ بات علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ طلاق کا موجودہ طریق جس میں بکلی طور پر آزادی نہیں۔ ایک ظالمانہ طریق ہے۔ اور بدکرداری اور خواہشات کو تقویت دینے والا ہے''۔ میری یہ رائے بھی ہے کہ طلاق کیلئے ان غریب شخصوں کو زیادہ سہولتیں دی جانی چاہئیں۔ جو شرابخوری، فتور عقل، وحشت اور زناکاری وغیرہ ثابت کر سکیں''۔ ہم نہایت ہمدردی سے یہ بات گوش گذار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ سوائے اسلامی قوانین شادی و طلاق کے کوئی اور شئے نہیں۔ جو ان تکالیف کی چارہ سازی کر سکے۔

فوائد کے لحاظ سے گائے بہتر ہے یا بھینس

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

گذشتہ سے پیوستہ

(جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے قلم سے)

قریباً بیس سال کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ میں اپنے ایک امیر دوست کی بیوی کی علالت پر عیادت کے لئے گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ مکان کے صحن میں ان کی بیوی کی چارپائی کے قریب ایک بھینس بندھی ہوئی تھی۔ اور تازہ گوبر وہیں پڑا تھا۔ چونکہ میرے دوست بہت بڑے امیر تھے۔ اور نئی روشنی کے آدمی اور صفائی کے اصول سے بکلی واقف تھے۔ اس لئے مجھے مریض کے قریب بھینس کو بندھے ہوئے دیکھ کر تعجب ہوا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ایک شخص یونانی حکیم کا علاج ہے۔ اور یہ بھینس ان کی ہدایت کے مطابق باندھی گئی ہے۔ کیونکہ حکیم صاحب کا خیال ہے۔ کہ بھینس کی بو سل کے مرض میں مفید ہے۔ حکیم صاحب اس پائے کے انسان تھے۔ کہ میں اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے بعد انگلستان جانے پر معلوم ہوا۔ کہ گائے کا دودھ کبھی کچا استعمال نہیں کیا جاتا۔ اور یہ کہ انگریز ڈاکٹروں کی بھی یہی رائے ہے۔ کہ گائے میں سل و دق جیسی مرض کا مادہ کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا دودھ کبھی کچا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ابالنے کے بعد ٹھنڈا کر کے استعمال کرنا چاہیئے۔ ان دونو واقعات کے ملانے سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ غالباً بھینس کا دودھ اس خطرناک زہریلے مادے سے پاک ہوگا۔ لیکن اس بات کی تصدیق کی ضرورت تھی۔ کئی سال کے بعد ایسا اتفاق ہوا۔ کہ میں ایک حکیم صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے مریضوں میں چند ایسے تھے جو سل کے مریض بھی تھے۔ حکیم صاحب نے ان کو بھینس کا دودھ استعمال کرنے کی سفارش کی۔ بعض مریضوں نے دہرا کر کہا۔ کہ ہمارے پاس گائے موجود ہے۔ لیکن حکیم صاحب نے بکری یا بھینس کے دودھ پر اصرار کیا۔ مریضوں کے چلے جانیکے بعد میں نے وجہ پوچھی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ سل و دق کے مریض تھے۔ اور چونکہ گائے کے دودھ میں یہ مادہ موجود ہوتا ہے۔ اس لئے احتیاطاً ان لوگوں کو بھینس کا دودھ بتلایا گیا ہے۔ یہ خطرناک مرض جس زور سے ہندوستان میں پھیل رہا ہے۔ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس لئے ہندوستانی اطباء اور پبلک کے لئے یہ سوال قابل غور ہے۔ اخلاقی فوائد نہایت ہی لطیف ہونیکے لحاظ سے ہمیشہ قابل بحث اور مشتبہ رہتے ہیں۔ لیکن جسمانی فوائد کے لحاظ سے نہیں کرنا چاہیئے۔ اور کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ گائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بدلہ اگر بھینس کا دودھ استعمال کیا جائے تو تپ دق کا مرض ہندوستان میں بہت کم ہو جائے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بھینس کا دودھ استعمال کرنے والی اقوام عموماً جسیم اور قد آور ہوتی ہیں۔ اور ان کی چھاتی پر کافی چربی ہوتی ہے۔ جو اس مرض کے خلاف لڑنے میں انسان کو مدد دیتی ہے۔ عام طور پر یہ مانا گیا ہے۔ کہ مجرب اشیاء اس مرض میں مفید ہیں۔ اسی لئے ڈاکٹر لوگ اس مرض میں مچھلی کا تیل دیتے ہیں۔ جس کا استعمال اب اطباء نے بھی شروع کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی بھینس کا دودھ گائے کے دودھ کی نسبت زیادہ مفید ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بھینس کے دودھ میں مکھن بہت زیادہ ہوتا ہے۔ گائے کی نسبت دگنا یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اسلئے اگر گائے نے ایک مذہبی خیال سے اپنے وجود اور حیثیت کو قائم رکھا ہے۔ تو بھینس نے اقتصادی طور پر مفید ہونے کے لحاظ سے اپنی حیثیت اور وجود کو قائم رکھا ہے۔ ہندوستان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو پوجنے کے لئے تو گائے رکھتے ہیں۔ لیکن مزے دار دودھ پینے کے لئے اور مکھن کھانے کے لئے بھینس کی پرورش کرتے ہیں:

اس کے علاوہ بھینس میں اور بہت سی خوبیاں ہیں۔ یہ میرا تجربہ ہے۔ کہ بھینس محبت و وفا میں گائے سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اور گائے کی سرد مہری نے کئی دفعہ میری طبیعت میں چڑچڑاپن پیدا کیا ہے۔ لیکن پھر یہ سوچ کر معاف کر دیا گیا۔ کہ اس غریب جانور کو ایک قوم نے بت بنا کر پوجا۔ اس لئے طبعی طور پر ضروری تھا۔ کہ بتوں کی بے وفائی سے اس غریب جانور کو بھی کچھ حصہ ملے۔ اس جانور کا گناہ نہیں۔ بلکہ ان انسانوں کا گناہ ہے۔ جنہوں نے رب العالمین کو چھوڑ کر اس بے حقیقت جانور کی پوجا کی۔ یہ مالک سے اُنس کی کمی کی وجہ ہے۔ کہ اس جانور کو دودھ دوہتے وقت ڈھنگا[1] ڈالا جاتا ہے۔ لیکن بھینس بغیر ڈھنگے کے دودھ دیتی ہے۔ اسی طرح بھینس بچے کے مرنے کے بعد بھی دودھ دیتی رہتی ہے۔ لیکن گائے کا بچہ مرنے کے بعد بہت کم ہیں جو دودھ دیتی ہوں۔

اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب بھینس زیادہ مفید جانور ہے۔ تو اقوام ہند نے گائے کی پرستش کیوں شروع کر دی۔ کیونکہ فلاسفروں کی تھیوری یہ ہے۔ کہ اشیاء کی پرستش کی ایک وجہ ان کا مفید ہونا ہے۔ میری رائے میں اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ غالباً اقوام ہند نے گائے کو پہلے پالا ہے۔ چونکہ گائے نسبتاً کمزور جانور ہے۔ اس لئے جلدی قابو میں آگیا ہوگا۔ اور بھینس کو بعد میں پالا گیا۔ اور اس عرصہ میں گائے کی پرستش شروع ہو چکی تھی۔ نیز ویدوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو لوگ اپنے دیوتاؤں کے لئے ابتداء میں گائے کی قربانی کیا کرتے تھے۔ اور بتوں پر اس کا چڑھاوا چڑھایا جاتا تھا۔ اس طرح بھی اس جانور کی تقدیس آہستہ آہستہ پیدا ہو گئی۔ جو جانور قربانی کے لئے مقرر کیا جائے۔ اس کی تعظیم ہر ایک قوم میں پائی جاتی ہے۔ چونکہ گائے ایسا جانور تھا۔ جو بڑی بڑی قربانیوں کے لئے آہستہ آہستہ مخصوص ہو گیا۔ اس لئے تعظیم اور احترام قربانی کے جانور سے گذر کر جنس پر حاوی ہو گئی۔ اور بجائے خاص قربانی کے جانوروں کے گائے کی جنس پر عام ہو گئی۔ گائے کے ساتھ اس تعظیم کے لاحق ہونے کے بعد بودھ مذہب کا دور دورہ ہوا۔ اس زمانہ میں قربانی کو موقوف کر دیا گیا۔ اور اس طرح سے تعظیم و محبت کے ساتھ تحریم بھی مل گئی۔ لہذا جب ہندو اقوام دوبارہ ہندو دھرم کی طرف لوٹیں۔ اور ہندو دھرم کے مطابق قربانی کی ضرورت پیش آئی۔ تو بجائے گائے کے بکرے بھینسے اور سوٗر کی قربانی جاری کی گئی۔ جو اب تک ہندوؤں کے فرقوں میں جاری ہے۔ سو گائے کے تقدس کی وجہ اس کا قربانی کا حیوان ہونا ہے۔ نہ کہ خاص طور پر اس جانور کا مفید ہونا:

[1] ایک رسی جس سے دودھ دوہتے وقت گائے کی پچھلی ٹانگیں باندھی جاتی ہیں:

عروس البلاد دمشق کی تباہی

اخبار "خلافت" بمبئی کے ایک نامہ نگار دمشق کی تباہی کے حسب ذیل چشم دید حالات لکھتے ہیں:۔

"عروس البلاد "دمشق" برباد ہو گیا۔ اس کے ایوان و قصور جو اپنے اندر بہشت کی کیفیت رکھتے تھے۔ آج کھنڈر ہو گئے ان کے اندر رہنے والی مخلوق جو حور و غلمان کے مشابہ تھی خاک و خون میں غلطاں بے گور و کفن اپنی سر بفلک عماروں کے کھنڈروں میں مٹی اور پتھر کے ڈھیروں کے نیچے دبی پڑی ہے: آہ۔ وہ قدیم عربی تمدن کی یادگار عربی تہذیب کے آثار جنت ارضی۔ دنیا کا قدیم ترین شہر آج تباہ ہو گیا:

وہ بازاروں کی رونق اور چہل پہل۔ تجارت کی گرم بازاری بے نظیر صنعت و حرفت کے ذخائر پر فضا میدانوں اور دلکش پہاڑیوں پر نہروں اور چشموں کی دلفریب روانی نظر فریب باغات کے نظارے۔ آسمانی مخلوق سے متشابہ زن و مرد کے مجمعے۔ قہوہ خانوں کے چہچہے اور قہقہے آج سب خواب و خیال ہو گئے:

پھر کیا کوئی سیلاب تھا۔ جو سب کچھ بہا لے گیا۔ کوئی آتش فشاں پہاڑ تھا جو پھٹ گیا؟ یا کوئی زلزلہ تھا جو تباہی اور بربادی کے اندوہناک مناظر اندر ہی اندر پیدا کر گیا۔ کاش ایسا ہوتا تو صبر تھا۔ کہ آفات ارضی دکھاوے سے چارہ کار نہیں۔ لیکن یہ تباہی تو تہذیب و شائستگی کے علمبردار حریت و انسانی ہمدردی کے مدعی فرانسیسیوں کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ جنہوں نے بغیر کسی اطلاع کے بیکس بیدست و پا اور بے خطا شہر کی مظلوم آبادی پر مسلسل گولہ باری کی۔ اور باوجود اہالیان و اکابران شہر کے امان طلب کرنے اور باوجود تاوان ادا کئے کی آمادگی کے ان کو امان نہ ملی۔ اور وہ گولہ باری اس وقت تک جاری رہی۔ کہ جو وقت اس کے لئے مقرر کر چکے تھے۔ وہ ختم نہ ہو گیا"

اہل دروز اگر اپنی آزادی اور عزت کے تحفظ کے لئے برسر جنگ ہیں۔ تو دمشق کے ضعیف لوگوں گھروں کی چار دیواری کے اندر رہنے والی خواتین معصوم بچوں اور بے خطا آبادی سے جن کو اس جنگ سے کوئی تعلق نہیں انتقام لینا کون سی آدمیت اور کونسا قانون ہے۔ آج ابن بدرون کہاں سے آئے۔ جو غرناطہ کی طرح دمشق کا مرثیہ لکھے۔ بلبل شیراز کہاں سے پیدا ہو جو بغداد کی طرح دمشق کی تباہی کا نقشہ کھینچے۔ اور داغ کو کہاں سے لائیں جو دلی مرحوم کی طرح دوسرا آشوب دمشق لکھے۔ دمشق کی تباہی کے لئے شاعری اور مبالغہ کی رنگ آمیزی کی ضرورت نہیں۔ ایک ٹریجڈی نگار کے الفاظ اور ایک مصور کا قلم اس تباہی۔ بربادی عصمت دری۔ انہدام۔ آتشباری اور موت کے دل و جگر کے ٹکڑے کر دینے والے سین۔ قیامت کبریٰ کا نقشہ اور نفسی نفسی کا عالم دکھلانے سے قاصر ہے"

خیالی مہدی

عرصہ ہوا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے بڑے زور شور کے ساتھ مہدی کے آنے کے متعلق لکھا تھا:۔

"قرآن شریف میں سب سے پہلے الم کا لفظ تم نے پڑھا ہوگا۔ اس میں اشارہ ہے۔ کہ آل محمد اس کتاب کو جس میں کچھ شک نہیں عالمگیر کرنے کے لئے کھڑی ہو گی ...... اس میم میں اس نائب رسول مہدی کے ظہور کی خبر ہے۔ یعنی وہ ۱۳۴۳ ہجری میں ظاہر ہوگا۔ اور تمہارے منتشر اور پراگندہ کاموں کو سمیٹ کر یکجا کر دے گا" نظام المشائخ مارچ ۱۹۱۱ء

سچی بات تو یہ ہے۔ کہ کبھی ایسا ظاہر نہیں ہوگا۔ کیونکہ سچا مہدی آچکا۔ جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں:

کیا خواجہ صاحب اور ان کے مرید ۱۳۴۳ھ کے خالی گذر جانے کے بعد اب مہدی کے آنے سے ہی نا امید ہو گئے ہیں۔ یا انہوں نے انتظار کی مدت کو اور بڑھا دیا ہے۔ کوئی سی صورت ہو۔ ہر حالت میں ان کے لئے ناکامی اور نامرادی کے سوا اور کچھ نہیں ہے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خاص الخاص رعایت

اشتہار

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

یہ وہ پر معارف اور معرکۃ الآرا تصنیف ہے جو حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خاص کانفرنس مذاہب لنڈن کے لئے رقم فرمائی۔ یہ مضمون کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کردیا ہے۔ اس میں صداقت اسلام پر ایسے نادر اور اچھوتے دلائل تحریر فرمائے ہیں۔ کہ جو صرف مطالعہ ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں ان تمام اسلامی مسائل و اصول پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن پر اہل یورپ اور نئی روشنی کے دلدادہ اکثر نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ مثلاً وحی و الہام۔ جہاد۔ تعدد ازدواج۔ غلامی۔ پردہ۔ حقوق نسواں۔ روح۔ حیات بعد الممات وغیرہ اور بدلائل ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام کا کوئی حکم یا عقیدہ ایسا نہیں جو فلسفہ اور سائنس کے خلاف ہو۔

اس دُرِ بے بہا کی اصل قیمت تو دو روپیہ ہے۔ مگر عام اشاعت کی خاطر اب ڈیڑھ روپیہ کردی گئی ہے۔ تاکہ احباب اسے زیادہ تعداد میں خریدیں۔ اور اس کی غیروں میں بھی اشاعت کرسکیں امید ہے کہ دوست اس نادر موقع سے ضرور فائدہ اٹھائینگے۔

دعوۃ الامیر اُردو

یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بروح القدس کی تازہ ترین تصنیف ہے۔ جس میں صداقت احمدیت کو بہترین دلائل۔ مؤثر اور دلآویز پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے چونکہ حضور کا طرز استدلال ہماری کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ اسے خود خریدیں۔ اور پڑھیں۔ بلکہ اپنے حلقۂ اثر میں بھی اس کی خاطر خواہ اشاعت کریں۔ یہ کتاب نہ صرف مبلغین کے لئے مفید ہے۔ بلکہ ہر ایک معمولی لکھا پڑھا بھی اس سے حسب دلخواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس میں دلائل و براہین کافی سے زیادہ مقدار میں موجود ہیں۔ اور ہر ایک احمدی کے پاس اسکا ہونا نہایت ضروری ہے۔ چونکہ ہماری خواہش ہے کہ اسے ہر ایک احمدی خریدے اس لئے اس کی اصل قیمت جو دو روپیہ تھی گھٹا کر اب ڈیڑھ روپیہ کردی ہے۔ امید ہے کہ دوست اس موقعہ سے ضرور مستفید ہونگے

نوٹ :۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق دیگر تمام کتب بھی اپنے قومی بُک ڈپو سے طلب فرمایا کریں ؛

ملنے کا پتہ

بُک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

دوکان موسومہ بھیڈیال گھنشام داس بذریعہ بھیڈیال ولد بھیارام ذات بھاٹن سکنہ شورکوٹ — مدعی

بنام

اللہ یار — مدعا علیہ

دعوےٰ ایک سو پچاس روپیہ بردئے بہی

اشتہار بنام اللہ یار ولد پہلوان قوم چوتہ سکنہ اللہ یار چوتہ تحصیل شورکوٹ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۲۵ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یک طرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ دستخط حاکم

(مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب جج جھنگ

دولت رام ولد آسانند ذات گروزہ سکنہ سرکسیال

بنام

سلطان وغیرہ وغیرہ

دعوےٰ قبضہ اراضی

اشتہار بنام سلطان۔ داؤ۔ ماچھیا پسران پہلوان و نصرت۔ مراد۔ داد۔ رجب پسران عنایت اقوام سیال سکنائے کلاچی خوجا۔ ڈہارہ تحصیل شورکوٹ

مقدمہ بالا میں درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے کہ مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہیں۔ اسواسطے اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہم مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۲۵ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کریں۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

۱۷ نومبر ۱۹۲۵ء

(مہر عدالت) دستخط حاکم

تلاش عدم پتہ

تلاش عدم پتہ :۔ خلیفہ نورالدین صاحب جموں والے چند دن سے عدم پتہ ہیں احباب میں سے اگر کسی کو انکا پتہ ہو تو اطلاع دیکر مشکور فرمائیں ؛ خلیفہ عبدالرحیم پیر مٹھا جموں

سب اوورسیر کی ضرورت

ایک تجربہ کار سب اُوورسیر کی جو ڈرینج سکیم (شہر سے پانی کے نکالنے کی نالی) بنوانے کے کام سے بخوبی واقف ہو۔ عیسیٰ خیل کی کمیٹی کے لئے ایک سال کی آزمائش پر ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت دیجاوے گی۔ درخواستیں معہ نقول سندات صاحب پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی عیسیٰ خیل کی خدمت میں پیشتر ۱۵ دسمبر ۱۹۲۵ء آنی چاہئیں۔

اپنی درخواستوں میں کم از کم تنخواہ جو انہیں منظور ہو۔ تحریر کریں ؛

(پہلا نام تبدیل کردیا ہے)

مشیر طبی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے شمیم ہیر آئیل کو استعمال کروایا ہے۔ اسکو پسند کیا گیا ہے۔ اس کی خوشبو بہت خوشگوار ہے۔ اور بالوں کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی عہ تین کیلئے ؏ محصول بذمہ خریدار ہوگا۔ ملنے کا پتہ :۔ منیجر

شمیم ہیر آئیل قادیان (پنجاب)

اشتہارات کی اجرت

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اجرت بہر حال پیشگی ہوگی۔ اور عدالتی اور ریلوے اشتہار والی اجرت الگ ہے۔ ارسال ضمیمہ بالمقطع ۱۰ روپیہ دو صفحہ کیلئے ہزار زیادہ فی ہزار ۸ روپیہ سینکڑہ زائد (منیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر ممالک کی خبریں

پیرس۔ ۱۸ر نومبر۔ جب پارلیمنٹ کی دو کمیٹیوں نے جنرل سرائیل کے بیانات سُنے۔ تو اس نے بعض فرانسیسی سول اور فوجی حکام کو موردِ الزام قرار دیا۔ کہ انہوں نے معاملاتِ شام میں اپنی انتہائی بدانتظامی کا ثبوت دیا۔ اس نے کہا۔ کہ پہلے دن دمشق پر صرف آٹھ اور دوسرے دن ڈیڑھ سو گولے برسائے گئے۔ جس کی وجہ سے وہاں ڈھائی سو مکانات کو صدمہ پہنچا۔ اور ۱۳۵ اشخاص مقتول و مجروح ہوئے۔ جنرل مذکور نے کہا۔ کہ شام میں گورا فوجوں کی سخت ضرورت ہے۔ شامی رنگروٹ کچھ زیادہ کارآمد نہیں ہیں۔ اور افریقی فوجوں کا اثر وہاں ناکافی ہے۔

جب لوکارنو "صلح کانفرنس" کے ہال سے مسولینی باہر نکلا تو چونکہ اس نے اطالیہ میں اخبارات کی آزادی کو پامال کر دیا ہے۔ اس لئے یورپ کے تمام نامہ نگارانِ جرائد نے مسولینی کے خیر مقدم سے اجتناب کیا۔

برلن ۱۸ر نومبر۔ برٹش یونائٹڈ پریس کے نمائندے سے ملاقات کرتے ہوئے امیر قادر ارسلان نے جو سرکردہ ترین سردارانِ شام میں سے ہیں۔ دروزیوں کی شرائطِ صلح بیان کیں۔ جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) حکم داری کا خاتمہ لازمی ہے۔

(۲) شام دو حصوں میں منقسم کیا جائے۔ شام خاص۔ اور لبنان اور یہ دونوں ریاستیں جمعیتہ الاقوام کی رکن ہیں۔

(۳) شام میں فرانسیسی فوج کو رہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن ایک فوج لبنان میں متعین کی جا سکتی ہے

(۴) فرانس کا بحری مرکز صرف لبنان کے بندر میں قائم کیا جا سکتا ہے۔

یکم نومبر ۱۹۲۵ء کو جو مردم شماری شروع ہوئی ہے۔ اس کی رو سے ٹوکیو کی آبادی ۴ لاکھ ۵ ہزار نکلی ہے۔ جس میں ۱ لاکھ ۱۰ ہزار کی کمی پائی گئی ہے۔ اور یہ کمی ۱۹۲۳ء کے بھونچال کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

لنڈن۔ ۱۹ر نومبر۔ مصر کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سابق شاہ حسین قبرس میں بطور جنگی قیدی مقیم ہے۔ مسٹر بالڈون وزیراعظم برطانیہ نے اس خبر کی تردید کر دی ہے۔ اور یہ اعلان کر دیا ہے۔ کہ شاہ حسین قبرس میں اپنی مرضی سے رہتا ہے۔ معاملات حجاز میں دخل دینے کے متعلق آپ کا [illegible] ہے کہ سلطان نجد کو صلح کے لئے کہا گیا تھا لیکن [illegible] کر دیا ہے۔ اس لئے برطانیہ نے بھی موزوں خیال کیا ہے۔ کہ وہ غیر جانبدار رہے۔ برطانیہ کا معاملات حجاز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہیگ۔ ۲۱ر نومبر۔ بین الاقوامی عدالت نے اس رائے کا اظہار کر دیا ہے۔ کہ قضیہ موصل کے بارے میں جمعیت اقوام جو فیصلہ صادر کرے گی۔ اس کی پابندی فریقین پر لازمی ہوگی۔ اس کے تصفیہ میں ترکی عراقی سرحد کا قطعی فیصلہ ہونا چاہیئے۔ اس عدالت کے فیصلے کی مستند نقل جو ۲۰ر نومبر کو سر ٹلمنڈر کو بھیجی گئی ہے۔ اس وقت کھولی جائیگی جبکہ ماہ دسمبر میں جمعیت اقوام کا فیصلہ ہوگا۔ جن سوالات کے فیصلے کے لئے اس عدالت سے درخواست کی گئی تھی۔ ان کا تعلق سرحد کے تعین سے نہیں۔ بلکہ جمعیت کے اختیارات سے ہے۔ اس عدالت نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ متعلقہ فریقین کے نمایندے ووٹ دینے کی کارروائی میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابل غور ہے۔ کہ جمعیت مذکور نے آئندہ اجلاس میں سرحد کے تعین کا فیصلہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ بشرطیکہ ترک یا انگریز مزید تاخیر کی درخواست نکریں۔ جمعیت مذکور کے فیصلہ سے پہلے ہی برطانیہ نے قبولیت کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن حکومت انگورہ کا رویہ ابھی صاف نہیں ہوا۔

میکسیکو شہر۔ ۲۱ر نومبر۔ زیہوا تنا جو کی خبریں جو ریاست میکسیکو میں چھوٹا سا بندرگاہ ہے۔ مظہر ہیں کہ ۱۶ر نومبر کو مدوجزر کی موجیں اس قدر طوفان خیز تھیں۔ کہ شہر میں ۳۵ فٹ کی بلندی تک چڑھ آئیں۔ جس کی وجہ سے دو گھنٹہ تک شہر تہ آب رہا۔ نقصانات جان کا ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکا۔

ہندوستان کی خبریں

علی گڑھ۔ ۲۴ر نومبر۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ۲۲ر ستمبر کو جو فساد ہوا تھا۔ اس کے مقدمات کی سماعت مسٹر آر داغ۔ آئی۔ سی۔ ایس سپیشل مجسٹریٹ فرما رہے ہیں۔ آج مجسٹریٹ موصوف نے دو اور مسلمان بری کر دئے۔ پولیس نے تعزیرات ہند کی مختلف دفعات کے ماتحت کل چار مسلمانوں پر مقدمے چلائے تھے۔ جملہ ملزمان بری کر دئے گئے۔ دو مقدمات میں تو مسلمان ملزموں زیر دفعہ ۲۵۰ ضابطہ فوجداری کو ہرجانہ بھی دیا گیا ہے۔

جنوبی افریقہ کی گورنمنٹ نے ایک ہندوستانی وفد سے ملاقات کرنے اور ہندوستانیوں کے متعلق مختلف مسائل پر بحث کرنا منظور کر لیا ہے۔

دہلی۔ ۲۱ر نومبر۔ یہ ایک غیر معمولی سرکاری گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ آنریبل خان بہادر سر محمد حبیب اللہ صاحب بہادر نے رخصت سے واپسی پر اپنے عہدہ کا چارج لیلیا ہے۔

رائے زادہ ہنسراج نے اسمبلی میں لالہ لاجپت رائے کے لئے جگہ خالی کرنے کے واسطے استعفا داخل کیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ استعفیٰ وائسرائے صاحب نے منظور کر لیا۔

جو اشخاص ہندوستان سے براستہ بمبئی یا سٹریٹ سٹلمنٹ حج کا ارادہ رکھتے ہوں۔ انہیں سخت تاکید کی جاتی ہے کہ وہ خود اپنی سہولیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان سے سفر اختیار کرنے کے لئے پیشتر پاسپورٹ حاصل کر لیا کریں۔ تاکہ انہیں اس تکلیف اور دیر انتظار کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جو پاسپورٹ نہ ہونے کی صورت میں جہاز پر سوار ہونے سے قبل ہو سکتی ہے۔

مرکزی جمعیتہ خدام الحرمین لکھنؤ کی شاخ قائم کرنے کے لئے پنجاب پراونشل مسلم کانفرنس کے اجلاس بتاریخ ۲۱-۲۲ر نومبر لاہور میں منعقد ہوئے۔ صدر منتخب مخدوم سید صدرالدین گیلانی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ملتان سے تشریف لائے۔ بمبئی سے مولانا نجدی حکیم اصفہانی۔ منشی نعمت اللہ خاں۔ سیٹھ زکریا بنغداد۔ لکھنؤ سے مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محل۔ مولانا حسرت موہانی۔ شیخ مشیر حسین قدوائی بیرسٹر۔ ممبر لیجسلیٹو اسمبلی و رئیس گدیہ مولانا قطب الدین۔ عبدالوالی۔ راجہ سید علی احمد خاں بہادر تعلقہ دار سلیم پور۔ حاضرین جلسہ کی تعداد کا اندازہ ۸ ہزار سے ۱۰ ہزار تک کیا جاتا ہے۔ کانفرنس میں حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں

(۱) لکھنؤ کانفرنس کی تمام منظور شدہ تجاویز کی تائید اور پنجاب میں انجمن خدام الحرمین کا قیام۔ (۲) صوبہ کمیٹی کے عہدہ داران کا انتخاب (۳) خلافتی وفد حجاز پر عدم اعتماد (اس قرارداد کی نقل سلطان ابن سعود کو بھی روانہ کی گئی۔ (۴) لکھنؤ کانفرنس کے مجوزہ وفد حجاز کی تائید (۵) اس مقصد عالیہ کا اظہار جزیرۃ العرب کی مقدس سرزمین پر کسی غیر مسلم طاقت کے بالواسطہ یا بلاواسطہ مداخلت کو ہرگز گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ نہ حجاز میں ابن سعود کی حکومت روا رکھی جا سکتی ہے۔ نیز دنیائے اسلام سے استدعا کی جائے کہ وہ جیران رسول (صلعم) کی ہر طرح مدد کریں۔ اور ہر ممکن کوشش سے وہاں خونریزیوں کا سدباب کرکے تشکیل حکومت حجاز کا مسئلہ اہل حجاز کے رو برو چھوڑ دے۔

دہلی۔ یکم نومبر۔ ایک سرکاری کمیونکیے مظہر ہے۔ کہ مسٹر جی ایف پیڈیسن۔ آئی۔ سی۔ ایس کمشنر محکمہ مزدور مدراس اس وفد کے صدر ہونگے۔ جو حکومت ہند نے حکومت جنوبی افریقہ کی رضامندی سے وہاں بھیجنا منظور کیا ہے۔ آنریبل سید رضا علی صاحب اس وفد کے رکن ہونگے۔ اور مسٹر جی ایس باجپئی (قائم مقام ڈپٹی سیکرٹری محکمہ تعلیمات حکومت ہند) بحیثیت سیکرٹری جائینگے۔